قانون موجود ہے۔ پھر اسی امریکہ میں کالی رنگت والے امریکنز کے لئے بھی خاص قوانین موجود ہے' ان تمام کے بارے میں آپ اظہار رائے کا اظہار کھل کر نہیں کر سکتے۔ امریکہ کا یہی دوہرا معیار مسلمانوں کیلئے باعث تکلیف ہے۔ عالم اسلام کی قیادت کو بھی اس حساس موضوع پر اپنے روایتی بے حسی وبُزدلی کا رویہ ترک کر دینا چاہیے۔ آخر صبح قیامت اپنے نبی ﷺ کا سامنا یہ امت اور اس کی بے شرم قیادت کس منہ سے کرے گی؟ اگر یہ سلسلہ نہ روکا گیا تو دن بدن مغرب اپنے خبث باطن کا اظہار کرتا رہے گا۔ اور جس کے ردعمل کے طور پر امن وامان کی عالمی صورتحال مزید ابتر ہوتی چلی جائے گی___ عالم اسلام میں اس فلم کے خلاف جس قسم کا فوری ردعمل سامنے آیا ہے وہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ مسلمانوں کی کشتِ ویراں میں ابھی عشق رسول کا جذبہ سرسبز وشاداب اور تن مردہ میں نمی باقی ہے۔

نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشتِ ویراں سے ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِ وَ عَلیٰ اٰلِہٖ وَ سَلِّم تَسلِیمًا

وفیات:

دار العلوم کے ایک مجذوب کے احوال وجدائی

آج کے تعزیتی صفحات میں دارالعلوم کے ایک درویش خدامست اور ایک مجذوب انسان کا کچھ ذکرِ خیر بھی اپنی عاقبت سنوارنے کے لئے ضروری سمجھتا ہوں گو کہ مرحوم کا شمار نہ مشاہیر کے سلسلے میں آتا ہے نہ سیاسی زعماء اور نہ نامور عقل ودانش کے پیکروں میں بلکہ اس کا تعلق تو دنیا ومافیہا کی ہر چیز سے بیگانوں کے زمرے میں آتا ہے۔ زندگی میں تو یہ دنیا بھر کی نگاہوں سے اوجھل رہے اور اس کی رنگینیوں' ہنگاموں' زمزموں' بازاروں اور میلوں سے عمر بھر کنارہ کش رہے۔ اور اس کی نگاہ فقر میں اس ساری کائنات کی قیمت ایک کفِ جو سے زیادہ نہ تھی۔ اکثر اہل دنیا جان بشر کو ایک دیوانہ سمجھتی تھی حالانکہ خود اہل عقل وخِرد اور طعنہ دینے والے اور اس فانی دنیا کے حصول کیلئے اپنی آخرت بیچنے والے اصل دیوانے اور مجنوں ہیں۔

آپ دارالعلوم حقانیہ میں گزشتہ ۳۵ برس سے اپنے بڑے بھائی کے ہمراہ گمنامی اور خاک نشینی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ آپ ظاہراً عقل وخرد کی منزل سے دور تھے لیکن محبوب حقیقی کے قرب ورضا کی منزل کی خاطر آپ مجذوبیت اور دیوانگی کا روپ دھار کر عصرِ حاضر کے ہزاروں فرزانوں سے زیادہ زیرک اور دانا تھے۔ یہ دونوں بھائی اپنی مخصوص فقیرانہ اور درویشانہ وضع قطع اور دنیا سے مکمل لاتعلقی اور فنافی اللہ کی اس زمین پر زندہ جاوید مثال ہیں۔

ہم نے اسلام کے خیرِ قرون کے اولین عابدوں' زاہدوں اور صوفیاء کی جتنی کہانیاں اور واقعات تاریخ کے اوراق میں پڑھے ہیں' ان سب کرداروں کی کچھ نہ کچھ مشابہت اور جھلک اِن دونوں بزرگوں کی زندگیوں' شخصیات اور وضع قطع میں ہمیں دیکھنے کو ملیں۔ کافی عرصے تک تو دارالعلوم کے طلباء انہیں پُراسرار قوتوں کے حامل بزرگ اور قبیلہ جنات میں سے سمجھتے تھے اور کسی کی قیافہ شناسی یہ حاشیہ چڑھا رہی تھی کہ ان کی چال ڈھال' بزرگی اور صوفیت وفنائیت کے جذبے کو دیکھ

کران میں مشہور روحانی بزرگوں حضرت حسن بصریؒ حضرت بشر حافیؒ اور حضرت جنید بغدادیؒ کے جلوے نظر آتے تھے اور کچھ خوش فہم لوگوں کا تو یہ خیال تھا کہ شاید ''اصحاب کہف'' کے قافلے سے یہ افراد دارالعلوم میں دم بھر کے لئے ٹھہر گئے ہیں۔ بہر حال یہ حقیقت ہے کہ راقم نے اپنی ساری زندگی میں اس قسم کے گوہر نایاب اور قیمتی انسان دنیا بھر میں نہ دیکھے اور نہ سُنے۔ ان کی بزرگی اور بے مثال تقویٰ کو دیکھ کر ہمارے مدینہ منورہ کے ایک ساتھی مولانا صفی اللہ نے شیخ اسامہ بن لادن شہید کے بڑے بھائی جن کو اہل اللہ اور مجذوب بزرگوں کو اپنے ہاں ٹھہرانے کا خداوند نے خصوصی ذوق عطا فرمایا ہے' سے ان کا غائبانہ تذکرہ کرنے کی اجازت مانگی کہ اگر میں انہیں بزرگوں کا احوال بتادوں تو وہ دوسرے دن ہی اکوڑہ پہنچ کر انہیں اپنے ہمراہ لے جائیں گے لیکن راقم نے ایسا کرنے سے منع کر دیا کیونکہ حقانیہ والے بھی اتنے ناداں نہیں تھے کہ اِن جیسے حقیقی فرزانوں اور برکت کے خزانوں کو دارالعلوم سے جانے دیتے۔ یہ دونوں بزرگ دائمی مسافر طالب علم بھائی دارالعلوم پڑھنے آئے' حضرت مولانا قدس سرہ نے ان میں خیر و برکت کے مستور جواہر کو بھانپ لیا اور داخلہ وغیرہ کے رسمی ضوابط کو نظر انداز کر کے نہ صرف داخلہ دے دیا بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ٹھہرنے کی اجازت دی' انہوں نے بھی قدیم دارالحدیث میں جہاں حضرتؒ پڑھاتے تھے' کے دروازے کے ساتھ کونے میں ڈیرے ڈال کر حضرت کی کفش برداری کو ذریعہ نجات سمجھ لیا' سالہا سال اسی گوشے میں سکونت اختیار کئے رکھی پھر بعد میں ایک الگ سی کوٹھری نما کمرے میں زندگی کے بچے کھچے فانی ایام گزارے۔ حضرت شیخؒ خود بھی قلندرانہ اوصاف اور نگاہ رکھتے تھے' اسی لئے انہوں نے بڑی محبت کیساتھ دونوں بزرگوں کو دارالعلوم میں ٹھہرنے کا موقع دیا اور دارالعلوم کے عملے سے ان کی خصوصی دیکھ بھال کیلئے فرمایا ع قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید

ان دونوں بزرگ بھائیوں نے صوبہ سرحد کے مختلف مدارس میں بچپن ہی سے طلب علم کی خاطر تیس پینتیس برس بتائے۔ پھر آخر میں دارالعلوم حقانیہ میں مزید تشنگی بجھانے کیلئے تشریف لائے تو یہاں کی علمی و روحانی فضا اور مشائخ وعلماء کے جھرمٹ کو دیکھ کر عمر بھر اسی کوچہ کے باسی ہو گئے۔ ع کہ پاؤں توڑ کر بیٹھے ہیں پائے بند تیرے

دونوں بھائی فراغت ہونے کے باوجود موقوف علیہ اور دورہ حدیث کے درسوں میں پابندی کے ساتھ شریک رہتے۔ درسگاہ' اسباق کے علاوہ مسجد ان کی ساری کائنات تھی۔ طلباء سے اور کسی بھی مدرسے کے فرد یا مہمان سے گفتگو کرنے کا فن انہیں کبھی نہ آیا۔ زندگی بھر دنیا اور اس کے ہنگاموں سے مکمل لاتعلق و بیگانے رہے۔ روپے پیسے سے انہیں اتنی شدید نفرت رہی کہ گویا ان کے ہاتھ پہ سکے نہیں بلکہ انگارے رکھے جا رہے ہیں۔ ہر وقت ایک عجیب حال میں یہ دونوں بھائی مستِ الست اور مغلوب الحال رہے۔ مرحوم جان بشر جو عمر میں بڑے بھائی خیر البشر (جن کا اصل نام سلطان روم ہے بعد میں شعور کے بعد انہوں نے سلطان روم سے اپنا نام اپنی کسر نفسی اور بھائی کی محبت کی بناء پر خیر البشر رکھ لیا تھا) سے چھوٹے تھے۔ آخری برسوں میں دارالعلوم کے درختوں' کیاریوں میں ہر وقت زمین پر کچھ نہ کچھ تلاش کرتے تھے۔ بظاہر دیوانے تھے لیکن کبھی کبھی ایسی بات کہہ جاتے کہ آپ اس دور کے بہلول دانا لگتے تھے۔ گزشتہ